حرمتِ مصاہرت اور فقہ اسلامی

عمرانہ کا واقعہ اور علماء کا فتویٰ

مصنف

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی

(بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور)

شعبۂ تحقیق واشاعت

Jamia Islamia Maseehul Uloom, Bangalore

K.S. Halli, Post Kannur Village, Bidara Halli Hobli, Baglur Main Road, Bangalore - 562149

H.O # 84, Armstrong Road, Mohalla Baidwadi, Bharthi Nagar, Bangalore - 560 001

Mobile : 9916510036 / 9036701512 / 9036708149

فہرست حرمتِ مصاہرت اور فقہ اسلامی
عمرانہ کا واقعہ اور علماء کا فتویٰ

حرمتِ مصاہرت اور فقہ اسلامی
عمرانہ کا واقعہ اور علماء کا فتویٰ

تمہید

اتر پردیش کے ایک ضلع مظفر نگر کے ایک گاؤں میں عمرانہ نامی ایک عورت کے خسر نے اس کو اپنی ہوس کا شکار بنالیا، جس پر وہاں کے جاہلوں کی پنچایت نے ایک قانون پاس کیا کہ وہ عورت اب اپنے اسی خسر کے ساتھ شادی کر لے، اور علماء نے یہ فتویٰ دیا کہ وہ عورت نہ اس کے خسر کے لئے حلال ہے، نہ اس کے شوہر کے لئے حلال ہے، بلکہ وہ دونوں پر حرام ہے۔ اخبارات، جرائد ورسائل اور الکٹرانک میڈیا سب کے سب اس وقت اسی گھناؤنے اور شرمناک واقعہ کے تذکرے اور اس پر تبصرے میں ہمہ تن مشغول ہیں، اور ایسا لگتا ہے کہ اس دور کا سب سے بڑا مسئلہ ان کے نزدیک یہی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ عمرانہ کے ساتھ اس کے خسر کا یہ شرمناک اور انتہائی گھناؤنا کردار، موجودہ دور میں انسانیت کی ذلت وپستی کی ایک المناک تصویر ہے، جس پر جس قدر بھی افسوس کیا جائے کم ہے، مگر حیرت ناک وافسوسناک بات یہ ہے کہ آج میڈیا والے اور بعض دین وشریعت کی نزاکتوں سے ناواقف لوگ، اس واقعہ پر افسوس کرنے کے بجائے، دین وشریعت پر افسوس کرنے لگے ہیں، اور معاشرہ کی موجودہ صورت حال کی اصلاح کے بجائے خود دین اسلام اور فقہ اسلامی کی اصلاح کی فکر میں ہیں اور مزید افسوس یہ ہے کہ اپنی ناواقفیت کے باوجود علماء وائمہ، مدارس و

دارالافتاؤں پر بھی نقد وجرح اور زبان درازی کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

ہمیں میڈیا اور ان لوگوں کے کردار وطرز پر جن کو دین سے کوئی تعلق نہیں ہے، کچھ زیادہ افسوس نہیں ہے اور نہ ہونا چاہیے؛ کیونکہ میڈیا جن کے قبضہ میں ہے ان کا مقصد ومنشاء اور انکی زندگی کا مشن ہی اسلام اور اہل اسلام کو کمزور کرنا ہے، اس لئے ان کی طرف سے اسلام ومسلمانوں کے خلاف زبانِ لعن وطعن دراز کی جائے تو کسی حیرت واستعجاب کا موقعہ نہیں ہے۔ البتہ یہ ضرور حیرت واستعجاب کی بات ہے کہ میڈیا کے اس مشن میں اسلام کو کمزور کرنے کے لئے شعوری یا غیر شعوری طور پر اہل اسلام میں سے بھی ان کے کچھ نمائندے تیار ہو گئے ہیں اور ان ہی کے لب ولہجہ اور اسلوب وانداز میں بات کرنے لگے ہیں اور ان کے مشن کو تقویت پہنچانے میں مشغول ہیں، ہائے افسوس کہ ؎

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

موقعہ کی نزاکت، دشمن کی عیاری وچالاکی پر نظر اور اسلام سے ہمدردی کا تقاضا تو یہ تھا کہ ائمہ کا احترام کیا جاتا، فقہ اسلامی کی خدمات کا اعتراف کیا جاتا، علماء کے فتاویٰ پر اعتماد کیا جاتا اور متفقہ آواز سے بانگ دہل اعلان کیا جاتا کہ ہمیں ہماری شریعت اور علماء کے فتاویٰ کافی ہیں اور اگر اس میں علماء وائمہ کا اختلاف بھی ہے جیسا کہ اور بھی بہت سے مسائل میں اختلاف ہے تو یہ کہا جاتا کہ یہ ہمارا داخلی معاملہ ہے، اس میں غیروں کو جھانکنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اور ہم اس میں کسی اور کو اپنا حکم و فیصل نہیں بنائیں گے۔

مگر افسوس کہ اس کے بجائے بعض مسلمانوں نے بھی علماء کی توہین اور فتوؤں کا استہزاء ومذاق کرنا شروع کردیا، بعض نے غیر مسلم لوگوں کے تنقیدی اداریئے اور مضامین سے اتحاد واتفاق کا مظاہرہ کیا اور بعض خواتین تنظیموں نے اسلام اور علماء کو

دل کھول کر گالیاں دیں۔

اوران کی تحریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ طبقہ دین کے مسائل سے انتہائی ناواقف ہونے کے باوجود محض اپنی ناقص عقل وفہم پر کس قدر مطمئن ہےاور پھراس کی بنا پر کس قدر جری ہے؟ اوراس میں مزید افسوس ناک بات یہ ہے کہ یہ لوگ بعض غلط اورجھوٹی باتیں علماء کی طرف منسوب کرر ہے ہیں جن کی کوئی حقیقت ہی نہیں، مثلاً یہ بات کہ علماء نے یہ فتوی دیا کہ وہ عورت اپنے خسر کے ساتھ شادی کر لے، حالانکہ کسی عالم کا یہ فتوی نہیں ہے، بلکہ علماء تو یہ کہتے ہیں کہ وہ عورت خسر پر بھی حرام ہےاوراس کے شوہر پر بھی حرام ہے، مگر میڈیا کی سازشوں کا شکار ہوکر علماء کی طرف یہ غلط بات منسوب کی جارہی ہے، حالانکہ یہ بات علماء نے نہیں بلکہ گاؤں کے جاہل پنچوں نے اپنی جہالت کی وجہ سے کہی تھی، اس جاہلانہ فیصلہ سے نہ شریعت پر کوئی الزام آتا ہے اور نہ علماء پر۔

انہی حالات کے پیش نظر احقاق حق وابطالِ باطل کا فریضہ انجام دینے کے لئے زیرنظر سطور تحریر کی جارہی ہیں، تاکہ ایک طرف بدخواہوں کی زبان بند ہواور دوسری طرف ان لوگوں کو حق سے آگہی ملے جو اس سلسلہ میں تذبذب کا شکار ہو گئے ہیں۔

مسئلہ کیا ہے؟

سب سے پہلے یہ دیکھنا ہے کہ مسئلہ کیا ہے جس کو ہمیں سمجھنا ہے؟ کیونکہ جب تک مسئلہ کی اصل حقیقت نہیں سمجھیں گے، اس وقت تک بات واضح طور پر سمجھ میں نہیں آئے گی۔

مسئلہ ہے حرمتِ مصاہرت کا، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی مرد وعورت نے جنسی تعلق قائم کیا تو اس بنا پر اس مرد وعورت کے اصول (ماں باپ اور دادا دادی، نانا

نانی) اور فروع (اولاد اور اولاد کی اولا د) ایک دوسرے پر حرام ہوجاتے ہیں ، شریعت اور فقہ کی زبان میں اس کو حرمتِ مصاہرت کہا جاتا ہے۔

یہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ رضاعت یعنی دودھ کی وجہ سے اور نسب یعنی خونی رشتہ کی وجہ سے بھی بعض رشتے شریعت میں حرام ہوجاتے ہیں ، اسی طرح سمجھنا چاہئے کہ کسی بھی مرد وعورت کے مابین جنسی تعلق کی بناپر بھی بعض رشتے ایک دوسرے پر حرام ہوجاتے ہیں، اسی کا نام حرمتِ مصاہرت ہے۔

حرمتِ مصاہرت اور اس کی مختلف صورتیں

یہاں یہ بات سمجھ لینا چاہئے کہ فی الجملہ حرمتِ مصاہرت کے مسئلہ پر پوری امت کا اجماع ہے، اور یہ مسئلہ قرآن وحدیث سے بھی واضح طور پر ثابت ہے، البتہ اس کی تفصیلات وجزئیات میں علماء کے مابین اختلاف ہوا ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ کسی بھی مرد وعورت کے درمیان جنسی تعلق کی تین صورتیں ہیں:

ایک مباح وجائز تعلق جو شرعی نکاح کی صورت میں ہوتا ہے۔

دوسرا مشتبہ تعلق جو نکاح فاسد یا غلط فہمی کی صورت میں ہوتا ہے۔

تیسرا حرام وناجائز تعلق جو زنا کی صورت میں ہوتا ہے۔

ان میں سے پہلی دو صورتوں کے بارے میں تمام علماء وائمہ کا اجماع ہے کہ ان سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے، یعنی کسی شخص کا ایک عورت سے نکاح ہوا تو اس عورت کی ماں اور اس کی بیٹی اس مرد پر حرام ہوجاتے ہیں اور یہ مسئلہ قرآن میں منصوص ہے، قرآن پاک میں ہے:

﴿ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَ رَبَائِبُكُمُ الّٰتِیْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِنْ نِّسَائِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ﴾ [النساء: ۲۳]

(اورحرام ہیں تم پرتمہاری بیویوں کی مائیں اوران کی بیٹیاں جوتمہاری پرورش میں ہیں جن کوتمہاری عورتوں نے جنا ہے،جن سے تم نے صحبت کی ہے)

اور جس طرح اس مرد پر اپنی عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہوجاتی ہے،اسی طرح اس عورت پر اپنے شوہر کا باپ (یعنی خسر)اوراس کا بیٹا حرام ہوجاتے ہیں اوراس پر پوری امت کا اجماع ہے۔

اسی طرح اگر نکاح فاسد کی صورت میں کسی عورت سے جماع ہوا تو بھی اس مردوعورت پرایک دوسرے کے اصول وفروع حرام ہوجاتے ہیں،نیز اگر کسی نے کسی عورت سے غلط فہمی میں بیوی سمجھ کر جماع کرلیا تو بھی یہی مسئلہ ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ:

” قال ابن المنذر : أجمع كل من نحفظ عنه من علماء الأمصار على أن الرجل إذا وطىء امرأة بنكاح فاسد أو شراء فاسد أنها تحرم على أبيه و ابنه و أجداده وولد ولده ، و هذا مذهب مالك والأوزاعي والثوري والشافعي وأحمد وإسحاق و أبي ثور وأصحاب الراي ۔[1]

(ابن المنذر نے کہا کہ علماء امصار میں سے جن سے بھی علم ہم نے محفوظ کیا ہے ان کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی عورت سے نکاح فاسد کی وجہ سے یا فاسد طریقے پر (باندی) خریدنے کی بنا پر اس سے جماع کرتا ہے تو اس عورت پر اس مرد کا باپ، بیٹا، اس کے دادا اور پوتے سب حرام ہوجاتے ہیں، یہی امام مالک، اوزاعی،ثوری،شافعی،احمد،اسحاق اوراصحاب الرائے کا مذہب ہے)

اب رہی تیسری صورت کہ کوئی کسی عورت سے زنا کرلے تو اس کی بنا پر بھی کیا ایک دوسرے کے اصول وفروع حرام ہوجاتے ہیں یا نہیں؟ اس میں قدیم دور سے

(۱) المغنی: ۶/ ۴۰۵

صحابہ میں اور علماء میں اختلاف چلا آ رہا ہے۔

زنا سے حرمتِ مصاہرت اور ائمہ کے مسالک

چنانچہ اس مسئلہ میں امام شافعیؒ اور ایک روایت میں امام مالک تو یہ فرماتے ہیں کہ زنا سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، مگر اس کے برخلاف متعدد صحابہ و تابعین وائمہ یہ فرماتے ہیں کہ زنا سے بھی حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔

چنانچہ حضرات صحابہ میں سے حضرت عمر، حضرت عائشہ، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابن مسعود، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت ابی بن کعب، اور اصح روایت کے مطابق حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین یہ فرماتے ہیں کہ زنا سے بھی حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔(۱)

نیز حضرت ابو ہریرہ کا بھی یہی مسلک ہے۔(۲)

اور تابعین میں سے حسن بصری، عامر شعبی، ابراہیم نخعی، عبد الرحمٰن اوزاعی، طاؤس، مجاہد، عطاء، سعید بن المسیب، سلیمان بن یسار، سفیان ثوری، احمد، اسحاق بن راھویہ کا بھی یہی قول ہے۔(۳)

ائمہ میں سے امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مسلک بھی یہی ہے کہ زنا کی وجہ سے بھی حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے، اور یہی مسلک امام احمد بن حنبلؒ کا ہے، اور مزید یہ کہ امام مالکؒ کی ایک روایت بھی اسی کے موافق ہے، اور آپ کے مسلک کی معتبر کتاب ''المدونۃ الکبری'' میں بھی یہی مذکور ہے۔(۴)

گویا کہ اس مسلک کو چار اماموں میں سے دو اماموں نے اختیار کیا ہے اور

---

(۱) البنایہ للعینی: ۳۳/۵، فتح القدیر: ۲۱۰/۳ (۲) بخاری: ۷۶۵/۲ (۳) البنایہ للعینی: ۳۳/۵، فتح القدیر: ۲۱۰/۳، المغنی: ۴۰۴/۶، ابن ابی شیبہ: ۴۸۱/۳، تفسیر القرطبی: ۱۱۰/۵ (۴) المدونۃ الکبریٰ: ۲۷۷/۴

امام مالکؒ ایک روایت میں ان ہی کے ساتھ ہیں۔

اور ان ائمہ کے مسالک اور ان کے دلائل کتابوں میں مفصل موجود ہیں، یہاں ہمارا مقصود نہ ان سب کو بیان کرنا ہے اور نہ ان کے مابین محاکمہ مقصود ہے، بلکہ ہم یہاں صرف امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کی وضاحت اور دلیل بیان کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ آپ اس مسلک میں نہ متفرد ہیں اور نہ حضرت کا یہ مسلک بے دلیل ہے جیسا کہ میڈیا کے کردار سے لوگوں کو غلط فہمی ہورہی ہے اور بعض مسلمان بھی ان کی ہاں میں ہاں ملارہے ہیں۔

حنفی کتب فقہ کے حوالجات

اب ہم اولاً قدیم فقہی کتب کے حوالے اس سلسلہ میں پیش کرتے ہیں:

(۱) علامہ ابن نجیمؒ المصری حنفی اپنی کتاب البحر الرائق میں فرماتے ہیں:

" أراد بحرمة المصاهرة الحرمات الأربع :حرمة المرأة على أصول الزاني و فروعه نسباً و رضاعاً و حرمة أصولها و فروعها على الزانی نسباً و رضاعاً كما في الوط ء الحلال" ۔(۱)

(یعنی مصنف کنز الدقائق نے حرمت مصاہرت سے چار قسم کی حرمتیں مراد لی ہیں: ایک یہ کہ اس عورت کا زانی کے اصول (باپ دادا) اور اس کے فروع (اولاد، و اولاد کی اولاد) پر حرام ہونا، خواہ وہ خونی رشتہ سے ہوں یا رضاعی رشتہ سے؛ اور اس عورت کے اصول وفروع کا زانی پر حرام ہونا، خواہ وہ خونی رشتہ سے ہوں یا رضاعی رشتہ سے)

(۲) علامہ ابن الهمام صاحبؒ فتح القدیر فرماتے ہیں:" وكذا تحرم المزنى بها على آباء الزاني وأجداده و إن علوا ، وأبنائه وإن سفلوا .'' (۲)

(۱) البحر الرائق:۳/۱۷۹ (۲) فتح القدیر:۳/۲۱۰

(یعنی اسی طرح وہ عورت جس سے زنا کیا گیا وہ حرام ہوجاتی ہے زانی کے باپ دادوں پر، اگر چہ اوپر تک کا سلسلہ ہواور اس کی اولاد بھی حرام ہوجاتی ہے اگر چہ نیچے تک یہ سلسلہ پہنچے)

فتاوی عالمگیری میں ہے:

"فمن زنا بامرأة حرمت عليه أمها وإن علت ، وابنتها وإن سفلت، وكذا تحرم المزنى بها على آباء الزانى وأجداده و إن علوا، وأبنائه وإن سفلوا ". (۱)

(یعنی جو کسی عورت سے زنا کیا تو اس عورت کی ماں اس پر حرام ہے اگر چہ اوپر تک سلسلہ پہنچے (یعنی ماں کی ماں اور اس کی ماں)، اور اس کی بیٹی بھی اس پر حرام ہے اگر چہ نیچے تک سلسلہ چلے (یعنی بیٹی کی بیٹی اور اس کی بیٹی)، اسی طرح وہ عورت جس سے زنا کیا گیا وہ حرام ہوجاتی ہے زانی کے باپ دادوں پر اگر چہ اوپر تک کا سلسلہ ہو اور اس کی اولاد بھی حرام ہوجاتی ہے اگر چہ نیچے تک یہ سلسلہ پہنچے)

ان کے علاوہ زنا سے حرمتِ مصاہرت کا یہ مسئلہ ''درمختار مع الشامی، بدائع الصنائع''، وغیرہ میں بھی بصراحت مذکور ہے۔

حنبلی کتب فقہ کے حوالجات

اب لیجئے حنابلہ کی فقہی کتابوں کے حوالے:

(۱) فقہ حنبلی کی بنیادی واساسی کتاب ''المغنی'' میں ہے:

" فاذا زنىٰ بامرأة حرمت على أبيه و ابنه، و حرمت عليه أمها وابنتها، كما لو وطئها بشبهة أو حلالا . (۲)

(یعنی: اگر کسی نے کسی عورت سے زنا کیا تو وہ عورت اس زانی کے باپ اور

---

(۱) فتاوی عالمگیری :۲۷۴/۱ (۲) درمختار مع الشامی: ۳۲/۳، بدائع الصنائع: ۲۳۶/۲، تحفۃ الفقہاء: ۱۲۴/۲

(۳) المغنی: ۴۰۴/۶

بیٹے پرحرام ہو جاتی ہے اوراس مرد پراس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہو جاتی ہے جیسے شبہ سے جماع کرنے یا حلال طریقے پر جماع کرنے کی صورت میں ہوتا ہے)

(۲) فقہ حنبلی کی معروف و مستند کتاب ''کشف القناع'' میں ہے :

''يثبت تحريم المصاهرة بوطء حلال إجماعاً و بوطء حرام كزنا و بوطء شبهة، ولو كان الوطء فى الدبر لأن الوطء يسمىٰ نكاحاً، فيدخل فى عموم قوله تعالىٰ: ولا تنكحوا ما نكح آبائكم الخ۔ (۱)

(حرمت مصاہرت حلال طریقے سے جماع سے تمام علماء کے نزدیک ثابت ہو جاتی ہے اور حرام طریقے سے جماع جیسے زنا سے بھی ثابت ہو جاتی ہے اور شبہ کی بنیاد پر جماع سے بھی ثابت ہو جاتی ہے؛ کیونکہ جماع کو نکاح بھی کہا جاتا ہے، لہٰذا یہ اللہ کے اس قول: ''**ولا تنكحوا ما نكح آبائكم الخ** (جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے ان سے تم نکاح نہ کرو) کے عموم میں داخل ہوگا)

(۳) فقہ حنبلی کی ایک اور معتبر کتاب ''عمدۃ الفقہ'' میں ہے:

''من وطى امرأة حلالاً أو حراماً حرمت على أبيه و ابنه، وحرمت عليه أمهاتها و بناتها. (۲)

(جس نے کسی عورت سے حلال یا حرام کسی بھی طور پر جماع کیا تو وہ عورت اس مرد کے باپ اور بیٹے پر حرام ہو جاتی ہے اور اس مرد پر اس عورت کی ماں اور بیٹیاں حرام ہو جاتی ہیں)

ان کے علاوہ یہ مسئلہ حنبلی فقہ کی درج ذیل کتب میں بھی مذکور ہے (۳)

(۱) کشف القناع :۵/۲۷(۲) عمدۃ الفقہ :۱/۹۱ (۳) دلیل الطالب:۱/۲۲۶،المحرر فی الفقہ : ۲/۱۹،الروض المربع:۳/۵۱،منارالسبیل:۲/۱۴۹،المبدع:۷/۶۰

علامہ ابن تیمیہؒ کی وضاحت

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ زنا کی وجہ سے حرمت مصاہرت کے مسئلہ میں اگر ایک مسلک یہ ہے کہ اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی تو بے شمار صحابہ وتابعین اور متعدد ائمہ کا مسلک یہ ہے کہ اس سے بھی حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ نے اسی لئے لکھا ہے کہ:

”وانما تنازع العلماء في الزنا المحض : هل ينشر حرمة المصاهرة ؟ فيه نزاع مشهور بين السلف والخلف ، التحريم قول أبى حنيفة وأحمد؛ والجواز مذهب الشافعي ؛ وعن مالك روايتان ـ (۱)

(بس علماء نے خالص زنا کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ کیا اس سے بھی حرمت مصاہرت پھیلے گی؟ اس میں سلف وخلف کے درمیان اختلاف مشہور ہے، حرام ہونے کا قول ابوحنیفہؒ واحمدؒ کا ہے اور جواز شافعیؒ کا مذہب ہے اور مالکؒ سے دو روایتیں ہیں) آپ ہی ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ:

” ولكن النزاع المشهور بين الصحابة والتابعين و من بعدهم في الزنا : هل ينشر حرمة المصاهرة: فهذه فيها نزاع قديم بين السلف وقد ذهب إلى كل قول كثير من أهل العلم: كالشافعى، ومالك فى احدى الروايتين عنه يبيحون ذلك ؛ وأبو حنيفة وأحمد ومالك فى الرواية الأخرىٰ يحرمون ذلك ـ فهذه إذا قلد الإنسان فيها أحد القولين جاز ذلك ـ (۲)

(لیکن صحابہ وتابعین اوران کے بعد کے لوگوں میں زنا کے بارے میں مشہور اختلاف ہے کہ کیا اس کی وجہ سے حرمت مصاہرت پھیلتی ہے؟ پس اس میں سلف کے

(۱) فتاوی ابن تیمیہ:۶۷/۳۲ (۲) فتاویٰ ابن تیمیۃ :۱۴۰/۳۲

درمیان قدیم اختلاف ہے،اور ہر قول کی طرف بہت سے اہل علم گئے ہیں جیسے امام شافعیؒ اور ایک روایت میں امام مالکؒ اس کو جائز کہتے ہیں اور امام ابوحنیفہؒ،امام احمدؒ اور دوسری روایت میں امام مالکؒ اس کو حرام کہتے ہیں ۔ پس آدمی اس میں کسی بھی قول کی تقلید کرے، جائز ہے)

اس وضاحت سے بھی یہ بات خوب روز روشن کی طرح سامنے آگئی کہ اس میں دونوں قول ہیں اور ہر طرف علماء وائمہ کا ایک کثیر طبقہ موجود ہے۔

جدید طبقہ کی ناواقفیت

مگر افسوس کہ جدت پسند طبقہ اس وقت اپنی تمام تر جہالتوں کے باوجود اخبارات ورسائل میں علماء دیوبند کے فتوے کو غلط اور غیر معقول کہہ رہا ہے۔اگر علماء دیوبند کا فتوی غلط ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرات صحابہ اور تابعین اور ائمہ سب کے سب اس غلطی میں مبتلا ہیں اور اس غیر معقول فتوے کا چودہ سو سال سے امت کو سبق پڑھاتے آرہے ہیں۔کیا کوئی معقول آدمی ایسی نامعقول بات کہہ سکتا ہے؟

یہ طبقہ ہمیشہ محض عقل کی غلامی پر فخر کرتا ہے اور حقائق کو دیکھنے اور سمجھنے کا اس کو کوئی ذوق نہیں ہوتا ، اور اس ناواقفیت کے باوجود علماء پر، ائمہ پر بلکہ صحابہ پر بھی چوٹیں کرنے کی جرأت کرتا ہے۔

اگر ان لوگوں نے چوٹیں کرنے سے پہلے کم ازکم کسی عالم سے رجوع کر کے اس مسئلہ پر صحابہ وتابعین وائمہ کا مسلک معلوم کیا ہوتا تو ان کو حقیقت سے آگہی ہوجاتی اور وہ اس جہل مرکب میں مبتلا نہ ہوتے۔

میڈیا کا ایک جھوٹ

اوپر پیش کی گئی وضاحت سے یہ بھی آشکارا ہوگیا کہ ائمہ اور علماء کا مسلک اس

بارے میں یہ ہے کہ زنا کی وجہ سے وہ عورت جس سے زنا ہوا ہے اس کے خسر پر بھی حرام ہے اور اسی کے ساتھ اس کے شوہر پر بھی حرام ہے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ دارالعلوم دیوبند سے بھی یہی فتوی دیا گیا ہے، مگر میڈیا اپنی عادت کے مطابق علماء کی طرف یہ بات منسوب کر رہا ہے کہ علماء نے اس عورت کو اپنے زانی خسر کے ساتھ شادی کر لینے کا فتوی دیا، حالانکہ یہ سوفی صد جھوٹ ہے اور ایک رتی بھی اس میں سچ کا عنصر شامل نہیں ہے، بلکہ دارالعلوم دیوبند کے فتوے میں خود اس کی تردید کی گئی ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ یہ شادی کر لینے کی بات ان جاہل پنچوں کا فیصلہ تھا جو اس مسئلہ پر اپنے گاؤں میں بیٹھ کر فیصلہ کر رہے تھے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کسی جاہل کے غلط فیصلہ کرنے پر نہ اسلام پر کوئی الزام آسکتا ہے اور نہ علماء پر۔ مگر کس قدر حیرت کی بات ہے کہ میڈیا کے اس کردار سے واقف ہوتے ہوئے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے وہ طبقہ جو اپنے آپ کو عقل منداور روشن دماغ کہلاتا ہے، علماء کو کوسنے دے رہا ہے۔

دارالعلوم دیوبند کا عمرانہ کے مسئلہ میں فتویٰ

یہاں پر مناسب ہوگا کہ ہم دارالعلوم دیوبند کے فتوے کی نقل پیش کر دیں جس پر لے دے کی جارہی ہے اور اس کی بنیاد پر علماء کو برا بھلا کہا جارہا ہے، اس سے ان شاءاللہ العزیز انصاف پسند حضرات کو حق و باطل میں تمیز کرنے کا موقعہ ملے گا۔

سوال : قصبہ چرتھاول ضلع مظفرنگر میں ایک شادی شدہ خاتون کے ساتھ اس کے حقیقی سسر نے زنا بالجبر کیا، یہ بات جس وقت عورت کے ذریعہ بتائی گئی تو گاؤں کی پنچایت نے فیصلہ کیا کہ اس صورت میں عورت پر طلاق واقع ہوگئی، اور اب یہ عورت جو پہلے زانی کے فرزند کی منکوحہ تھی اب سسر کی بیوی ہوگئی ہے، اور شوہر پر

حرام ہوگئی ہے، گاؤں کی پنچایت نے عورت کو اسکے میکہ بھیج دیا ہے، اس عورت کے اپنے شوہر سے پانچ بچے بھی ہیں، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی شادی شدہ عورت سے اس کا سسر زنا بالجبر کرتا ہے تو کیا اس کی زوجیت بدل جائے گی، یا اسکو طلاق واقع ہوجائے گی، اور کیا وہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی، اگر ایسا ہے تو کیا زانی سسر کے ساتھ اس کا ازسرنو نکاح کیا جائے گا، اور وہ پانچ بچے کس کے کہلائینگے، کیا یہ بچے اپنے باپ کے بہن بھائی کہلائینگے، اس قسم کے سوالات علاقے میں جنم لے رہے ہیں، اس سلسلے میں شرعی مسئلہ واضح نہ ہونے کی صورت میں علاقے کے حالات ناگفتہ بہ بنے ہوئے ہیں، اور میڈیا بھی اس بابت بہت سی غلط فہمیوں کا شکار ہے، اس لئے علماء کرام سے اس کی وضاحت کئے جانے کا التماس ہے۔

السائل: اشرف عثمانی، راشٹریہ سہارا

جواب از دارالعلوم دیوبند

الجواب وباللہ التوفیق: اگر کسی شخص نے اپنے بیٹے کی بہو کے ساتھ زنا کیا اور گواہوں کی گواہی سے یہ فعل ثابت ہو جائے اور اسکا بیٹا اس کی تصدیق کرے یا وہ خود اقرار کرے، تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے، یعنی لڑکے کی بیوی لڑکے کے اوپر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے، جس عورت سے باپ نے ہمبستری کرلی، خواہ نکاح کے بعد جائز طریقہ پر کی ہو یا بغیر نکاح کے ناجائز طور پر وطی کی ہو، ان دونوں صورتوں میں مرد کے لئے اس عورت کو اپنی زوجیت میں رکھنا حرام ہوتا ہے، قرآن پاک میں ہے: ﴿ وَلَاتَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ آبَاءُ كُمْ ﴾ بیٹے کو چاہئے کہ اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کرلے، اور کبھی اس کے پاس نہ جائے، پنچایت والوں کا یہ کہنا کہ لڑکے کی بیوی اب باپ کی بیوی ہوگئی اور زوجیت بدل گئی، صحیح نہیں ہے، یا یہ کہنا کہ لڑکے کی بیوی کو طلاق واقع ہوگئی یہ بھی صحیح نہیں، نہ سسر کے ساتھ اس کا

نکاح ہوسکتا ہے، وہ پانچوں بچے صحیح النسب ہیں، اور اپنے اصلی ماں باپ کے بچے ہیں، یہ لڑکے کے باپ کے پوتے پوتی کہلائینگے، گاؤں کے لوگوں نے مسئلہ سے ناواقفیت میں اپنے فیصلہ کی غلط طریقہ پر جو تعبیر کی ہے وہ صحیح نہیں ہے، غالباً اسی غلط تعبیر کی وجہ سے لوگوں کے دماغوں میں نئے نئے سوالات پیدا ہو رہے ہیں۔

فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح: حبیب الرحمٰن، کفیل الرحمٰن، محمد ظفیر الدین

مفتی دارالعلوم، دیوبند

۱۴۲۶/۵/ھ

دارالعلوم کا یہ فتوی بالکل واضح اور صاف ہے جو میڈیا کی غلط بیانیوں اور مکاریوں کا پردہ فاش کرنے کے لئے کافی ہے، نیز اہل انصاف میں سے وہ طبقہ جو ان مکاریوں وسازشوں کا شکار ہوکر اسلام کے بارے میں غلط فہمی اور علماء سے بدظنی و بدگمانی میں مبتلا ہے اس کے لئے بھی اپنی غلط فہمیوں و بدگمانیوں کو دور کر لینے کا سنہری موقعہ ہے۔

مسئلہ پر آیت سے استدلال

اب ہم بتاتے ہیں کہ اس مسلک کی تائید میں دلائل ہیں یا یہ کہ یہ مسلک بے دلیل ہے؟ جیسا کہ بعض ناواقف حضرات اس غلط فہمی کا شکار ہیں۔ متعدد حضرات علماء نے اس مسلک کی دلیل میں قرآن پاک کی ایک آیت پیش کی ہے، اور وہ یہ ہے:

﴿ وَلَا تَنۡكِحُوۡا مَا نَكَحَ آبَائُكُمۡ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ ، اِنَّه كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقۡتًا وَ سَاءَ سَبِيۡلًا ﴾ [النساء:۲۲]

(تم نکاح نہ کروان عورتوں سے جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے، مگر جو کہ پہلے ہو چکا، بے شبہ یہ بے حیائی کا اور غضب کا کام ہے اور برا چلن ہے)

اس آیت میں نکاح کا لفظ آیا ہے اور عربی زبان میں اس کے ایک معنے تو وہی ہیں، جو معروف ہیں کہ عقد نکاح کرنا، شادی کرنا اور اس کے دوسرے معنے صحبت کرنے کے بھی آتے ہیں اور یہی معنے اس کے اصل لغت میں ہیں، اس لئے یہی معنے اس کے حقیقی معنے ہوں گے۔ (۱)

اس لحاظ سے اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ تمہارے باپ نے جس عورت سے صحبت کر لی اس سے تم نکاح نہیں کر سکتے، اور ظاہر ہے کہ اگر پہلے سے نکاح قائم تھا اور وہ عورت جائز تھی تو اب باپ کے صحبت کر لینے سے وہ اس پر حرام ہوگئی۔

چنانچہ اس آیت سے حرمت مصاہرت بالزنا پر استدلال متعدد اہل علم نے کیا ہے، علامہ ابن قدامہ الحنبلیؒ فرماتے ہیں کہ ہماری دلیل اللہ تعالے کا یہ ارشاد ہے کہ ﴿ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ آبَائُكُمْ ﴾ الخ اور صحبت کرنے کو نکاح بھی کہا جاتا ہے اور آیت میں ایک قرینہ ہے جو اس لفظ نکاح کو صحبت کے معنے کی طرف پھیر دیتا ہے، وہ یہ کہ اس میں کہا گیا ہے کہ یہ کام بے حیائی کا ہے اور اس قدر بے حیائی، صحبت ہی میں ہوتی ہے۔ (۲)

نیز حنابلہ کی کتاب کشف القناع میں بھی اس آیت سے حرمت مصاہرت بالزنا پر استدلال کیا ہے اور اس کی عبارت اوپر گزر چکی ہے۔

مشہور مفسر علامہ ابو بکر الجصاص الرازیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:
اس آیت نے اس عورت سے نکاح کو حرام کر دیا ہے جس سے باپ نے صحبت کر لی ہو، خواہ زنا سے، خواہ دوسرے طریقے سے؛ کیونکہ نکاح کا لفظ حقیقۃً صحبت کو شامل ہے، لہٰذا اسی پر اس کو محمول کرنا واجب ہوا۔ (۳)

---

(۱) روح المعانی: ۲۴۶/۴، القرطبی: ۹۹/۵، احکام القرآن للجصاص: ۱۱۲/۲

(۲) المغنی: ۴۰۵/۶ (۳) احکام القرآن: ۱۱۳/۲

اور صاحب بدائع الصنائع علامہ کاسانیؒ حنفی نے فرمایا کہ :والنكاح يستعمل في العقد والوطء، فلا يخلو إما أن يكون حقيقةً لهما على الاشتراك، وإما أن يكون حقيقةً لأحدهما، مجازاً للآخر، وكيف ما كان يجب القول بتحريمهما جميعاً .(۱)

(نکاح کا لفظ عقد نکاح اور جماع دونوں معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے،خواہ یہ لفظ مشترک ہونے کی بنا پر دونوں میں حقیقت ہو، یا ایک میں حقیقت ہو اور دوسرے میں مجاز ہو، ہر صورت پر لازم ہے کہ اس آیت میں دونوں (عقد نکاح اور صحبت) سے حرمت آنے کا قول کیا جائے)

یہ چند جلیل القدر علماء اور فقہاء کے اقوال ہیں جو اس آیت کی تفسیر میں پیش کئے گئے ہیں، جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت سے حرمت مصاہرت بالزنا پر استدلال اور اس کی یہ تفسیر سلف کے دور سے چلی آرہی ہے۔

ایک شبہ کا جواب

ہوسکتا ہے کہ اس آیت سے استدلال پر کسی کو یہ شبہ ہو کہ اس آیت میں تو یہ کہا گیا ہے کہ ایسی عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے باپ نے صحبت کر لی ہے، یہ تو نہیں بتایا گیا کہ جس عورت کا نکاح کسی مرد سے ہو چکا ہو اور پھر اس مرد کا باپ اپنی بہو سے زنا کر لے تو کیا حکم ہے؟

اس کا جواب بالکل واضح ہے، وہ یہ کہ جب اللہ تعالے نے یہ فرمادیا کہ ایسی عورتوں سے نکاح نہیں کیا جاسکتا جن سے تمہارے باپوں نے شادی کر لی ہے تو یہ بھی واضح ہوا کہ اگر پہلے سے کسی عورت کا نکاح ہو چکا تھا، پھر بعد میں اس سے باپ نے

(۱)بدائع الصنائع:۵۳۶/۲

بدکاری کی تب بھی وہ عورت اس مرد پر حرام ہوگئی، اور وہ نکاح باقی نہیں رکھا جا سکتا، کیونکہ یہ بات انتہائی غیر معقول ہے کہ باپ کی موطوءہ سے نکاح کرنا تو ممنوع ہو اور اگر نکاح ہو چکا ہو تو باپ کی موطوءہ جائز رہے۔

نیز اگر بعد نکاح باپ کی موطوءہ بننے والی کا نکاح باقی رکھنا جائز ہوتا تو قرآن اس سلسلہ میں مطلق حکم بیان نہ کرتا، بلکہ اس میں فرق بیان کرتا، جب فرق بیان نہیں کیا گیا تو اس حکم کا ہر صورت میں یکساں ہونا معلوم ہو گیا۔

پروفیسر نازنین کی جہالت

یہاں اس کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ پروفیسر نازنین (پروفیسر دیانند کالج، بنگلور) نے علماء کی جانب سے اس آیت کے پیش کرنے پر سالار اخبار بابت: ۷/ جولائی، ۲۰۰۵ میں لکھا ہے کہ اس مسئلہ کی دلیل میں اس آیت کا پیش کرنا سراسر دھاندلی ہے۔

اس سے اندازہ لگائیے کہ اس طبقے کو اپنی ناواقفیت پر کس قدر ناز ہے اور بایں جہالت کس قدر جرأت کہ علماء پر دھاندلی کا الزام لگا دیا، جبکہ امت کے بڑے بڑے اکابر علماء وائمہ نے اس آیت سے مسئلہ زیرِ بحث پر استدلال کیا ہے۔ کیا اس پروفیسر کے نزدیک ان سب نے بھی دھاندلی ہی کی ہے اور امت کو دھوکہ میں مبتلا کیا ہے؟ اگر واقعی اس کے نزدیک ایسا ہی ہے تو ہمیں بھی یہ سمجھنے کا حق ہے کہ اس قسم کے لوگ عقل سے کورے ہی نہیں ہوتے بلکہ عقل کے دشمن بھی ہوتے ہیں۔

حضرات صحابہ کے فتاویٰ

زیر بحث مسئلہ کی دلیل میں حضرات صحابہ کے فتاوی بھی ہیں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنھم اجمعین سے اس سلسلہ میں فتاوی آئے ہیں، اور ان کو امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں تعلیقاً ذکر کیا

ہےاور دیگر محدثین نے ان کو مسنداً روایت کیا ہے۔

(۱) امام ابوثورؒ نے اپنی ''جامع'' میں روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ اس نے اپنی عورت کی ماں یعنی ساس سے بدکاری کر لی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ''حرمت علیک امرأتک(کہ تیری بیوی تجھ پر حرام ہوگئی) اور یہ واقعہ اس وقت پیش آیا تھا کہ اس کی بیوی سے اس کو سات اولاد ہو چکی تھی اور وہ سب کے سب بالغ تھے۔ وذلك بعد أن ولدت منه سبعة أولاد كلهم بلغ مبلغ الرجال۔(۱)

اس حدیث پر امام بخاریؒ نے یہ نقد کیا ہے کہ ابونصر جو ابن عباس سے اس کو نقل کرتے ہیں ان کا سماع ابن عباس سے معروف نہیں ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ ''تہذیب'' میں حافظ ابن حجرؒ نے ابو زرعہؒ کا قول نقل کیا ہے کہ " أبو نصر الأسدي الذي يروي عن ابن عباس ثقة" کہ ابونصر اسدی جو ابن عباس سے روایت کرتے ہیں وہ ثقہ ہیں (التھذیب:۲۵۵/۱۲) اور اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابوزرعہ کے نزدیک ابن عباس سے ان کا سماع ثابت ہے، اسی لئے انہوں نے " الذی یروی عن ابن عباس" کہا ہے، نیز عینیؒ نے لکھا ہے کہ ابونصر نے ابن عباس سے "والفجر و لیال عشر" کی تفسیر معلوم کی۔(۲)

اس سے بھی بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابونصر نے ابن عباس سے سنا ہے، کیونکہ اس میں ان کا حضرت ابن عباس سے سوال کرنا معلوم ہوتا ہے اور سوال تو ملاقات ہی پر ہوگا۔

(۲) دوسرا فتویٰ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا ہے، جس کو امام

(۱) فتح الباری:۱۵۶/۹، عمدۃ القاری:۵۵/۱۴ نیز المحلی لابن حزم:۱۴۷/۹

(۲) عمدۃ القاری:۵۵/۱۴

عبدالرزاق نے بطریق حسن بصری حضرت عمرانؓ بن حصین سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ: ''**من فجر بأم امرأته حرمتا عليه جميعاً**'' کہ جو اپنی ساس سے منہ کالا کرے اس پر اس کی بیوی و ساس دونوں حرام ہو جاتے ہیں (۱) ابن حجرؒ نے فرمایا کہ اس کی سند لا باس بہ ہے۔

(۳) تیسرا فتوی حضرت ابو ہریرہؓ کا ہے، اس کو بھی امام بخاری نے تعلیقاً روایت کیا ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں: **قال أبو هريرةؓ : لا تحرم عليه حتى يلزق بالارض يعنى من جامع.** (۲)

حضرت ابوھریرہؓ نے فرمایا کہ صورت مسئولہ میں اس کی بیوی اس پر حرام نہ ہوگی جبتک کہ وہ زمین سے مل نہ جائے یعنی ساس سے جماع نہ کرلے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوھریرہؓ کے نزدیک بھی ساس سے زنا کر لینے پر اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی۔

یہ تین صحابہ ہیں جن کے فتاوی نقل کئے گئے، ان کے علاوہ متعدد تابعین جیسے امام شعبی، امام مجاہد، امام ابراہیم نخعی، امام سعید بن المسیب، سفیان ثوری وغیرہ سے بھی اسی قسم کا فتوی نقل کیا گیا ہے۔ (۳)

ایک شبہ کا جواب

ان روایات سے علماء کو تو کوئی شبہ نہیں ہوتا، وہ اپنی خدا داد بصیرت سے ان کا مسئلہ زیر بحث پر انطباق کر لیتے ہیں، البتہ ہمارے پڑھے لکھے طبقے کو ضرور شبہ ہوگا کہ ان روایات میں یہ کہاں ہے کہ ایک مرد ایسی حرکت اپنی بہو کے ساتھ کر لے تو اس کا

(۱) عمدۃ القاری: ۱۴/۵۵، فتح الباری: ۹/۱۵۶ (۲) بخاری: ۲/۷۶۵ (۳) دیکھو المحلی لابن حزم: ۹/۱۴۷-۱۴۸، واعلاء السنن: ۱۱/۱۳۵

شوہراس پرحرام ہوگیا، اس میں تو یہ ہے کہ ساس کے ساتھ ایسی ناشائستہ اور شرمناک حرکت کرے، تو اس کی بیوی اس کے لئے حرام ہوجائے گی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے اوپر حرمتِ مصاہرت کا مفہوم بتایا ہے کہ جنسی تعلق کی بنا پر قائم ہونے والی حرمت، اس لحاظ سے جس طرح ساس سے بدکاری پر اس کی بیٹی اس پر حرام ہوجاتی ہے، اسی طرح بہو سے بدکاری کرنے پر وہ عورت اس کے شوہر پر حرام ہوجاتی ہے، علماء کے نزدیک دونوں صورتیں برابر ہیں اور اس سلسلہ میں ہم نے علماء کا کلام اوپر نقل کردیا ہے، اس کو دیکھ لیجئے۔

عورت کا کیا قصور ہے؟

اس مسئلہ پر جو عقلی شبہات وارد کئے جارہے ہیں، ہم یہاں ان کا بھی ذرا جائزہ لینا چاہتے ہیں، عام طور پر اس سلسلہ میں میڈیا والے بھی اور اس سے متأثر ہوکر پڑھے لکھے لوگ بھی یہ پوچھتے ہیں کہ:

''اس مظلوم عورت کو اس کے شوہر سے علیحدہ ہوجانے کا حکم کس قصور کی بنا پر دیا گیا ہے، اس مسئلہ میں وہ جب بے قصور ہے تو اس کو یہ سزا کیوں دی جارہی ہے؟''

اس کا جواب یہ ہے کہ اس حکمِ حرمت کو عورت کے حق میں سزا سمجھنا ہی غلط ہے، جب یہ سزا ہی نہیں تو یہ سوال بھی سرے سے ساقط ہے کہ اس کا قصور کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہاں نہ اس عورت کا کوئی قصور ہے، اور نہ اس کے حق میں کوئی سزا ہے بلکہ یہ حکم دراصل اس فعل کا لازمی ولابدی نتیجہ ہے۔

اس کی میں چند حسی اور فقہی مثالیں دیتا ہوں، جس سے یہ بات واضح ہو جائے گی۔

❁ ایک شخص کسی کو زبردستی زہر کھلا دیتا ہے، اور اس کے نتیجہ میں وہ زہر کھانے

والا مر جاتا ہے، اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اس زہر کھانے والے کا کیا قصور ہے جس کو زبردستی زہر دیا گیا؟ اور یہ کہ اگر اس کا کوئی قصور نہیں ہے تو یہ کیسے مر گیا؟ تو اس کا جواب سب یہی دیں گے کہ یہ موت کا واقع ہونا زہر کا ایک اثر اور نتیجہ ہے، اس میں کسی کا قصور ہو یا نہ ہو، زہر اپنا اثر ضرور دکھاتا ہے۔

ایک شخص ایک آدمی کو قتل کر دیتا ہے، اور وہ مقتول اس میں بالکل بے قصور ہوتا ہے، مگر ہر کوئی جانتا ہے کہ قتل ہونے میں اس مقتول کا بے قصور ہونا ضروری نہیں، بلکہ عموماً جو لوگ قتل ہوتے ہیں، وہ بے قصور ہی ہوتے ہیں، مگر کیا اس کی وجہ سے یہ کہنا صحیح ہوگا کہ یہ بے قصور ہے، اس لئے اس پر تلوار کا اثر مرتب نہ ہونا چاہئے؟

یہ دو مثالیں تو حسیات میں سے تھیں، اب لیجئے ایک دو مثالیں فقہیات میں سے بھی ملاحظہ فرمالیں:

ایک شوہر اپنی بیوی کو بلاوجہ طلاق دیدیتا ہے، عورت کا کوئی قصور نہیں ہوتا، مگر اس کے باوجود یہ طلاق واقع ہوجاتی ہے، یہاں کوئی یہ نہیں کہتا کہ طلاق کیسے پڑ گئی جبکہ عورت نے کوئی قصور نہیں کیا؟ وجہ اس کی یہی ہے کہ طلاق دینے سے طلاق پڑ جانا، اس فعل کا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ قصور ہو یا نہ ہو، ہر صورت میں یہ واقع و نافذ ہوجائے گی۔

ایک شخص اپنی اولاد میں سے صرف ایک کو اپنی پوری جائیداد ہبہ کر دیتا ہے، جبکہ اس کی اور بھی کئی اولادیں ہیں، اور اس صورت میں اس کا یہ عمل نافذ مانا جاتا ہے، اگرچہ ایسا کرنا گناہ کی بات ہے کہ صرف ایک کو ساری جائیداد کا مالک بنادے۔ مگر اس کے ناجائز ہونے کے باوجود یہ فعل نافذ ہوجائے گا۔ یہاں بھی بات یہی ہے کہ بعض افعال ایسے ہیں کہ ناجائز ہونے کے باوجود وہ نافذ ہوجاتے ہیں۔

ان سب مثالوں میں غور کیجئے کہ مرضی خوشی بھی نہیں ہے اور قصور بھی نہیں ہے،

مگراس کے باوجودفعل کے نتیجہ کوتسلیم کیا گیا ہے،اسی طرح سمجھنا چاہئے کہ زیرِ بحث مسئلہ میں بھی اس عورت کا اگر چہ کوئی قصورنہیں ہے مگراس کے باوجود یہ حکمِ حرمت اُس فعل کا لازمی نتیجہ ہے۔ہاں اس کے قصور نہ ہونے کی وجہ سے اس پرآخرت میں کوئی مواخذہ نہ ہوگا،اورصرف وہ سزا پائے گا جس نے یہ قبیح حرکت کی ہے۔

بعض استدلالات کا جواب

اہل حدیث حضرات نے اپنے ایک بیان میں عمرانہ کے بےقصور ہونے کی وجہ سےاس پرالزام نہ ہونے اورسزانہ ہونے کا ذکرکرتے ہوئے اس سلسلہ میں بعض دلائل ذکر کئے ہیں۔ (۱)

مثلا یہ آیت جس میں فرمایا گیا ہے کہ اگرکسی کوکلمہ کفر کہنے پرمجبورکیا گیااوراس نے کہہ دیا تواس کا ایمان نہیں جاتا (نحل:۱۰۶)اور یہ حدیث جس میں ہے کہ ایک شخص نے جبراًایک عورت سے زنا کیا توحضرت نبی کریم ﷺ نےاس عورت کومعافی دیدی۔

مگراس استدلال پرتعجب وحیرت ہے؛ کیونکہ اس آیت اوراس حدیث کے مضمون سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ کلمہ کفراورزنا کا کوئی نتیجہ واثربھی مرتب نہیں ہوتا، اس سےتو یہ ثابت ہوااوراس پرساری امت کااجماع ہے کہ مجبورآدمی پرکوئی سزانہیں اوراللہ کےنزدیک وہ معصوم ہے۔اورعمرانہ کے واقعہ میں بھی سب علماء یہی فرماتے ہیں کہ یہ بےقصور ہےاوراسلئے اس پرکوئی سزانہیں ہے،اس لئے اس پرکسی مفتی نے سنگساری کا بھی فتوی نہیں دیااورکوڑے کی سزابھی نہیں بتائی۔مگراس سے یہ تو ثابت نہ ہوا کہ اس فعل بدکا کوئی نتیجہ بھی مرتب نہ ہوگا۔

دیکھئے اگرکسی مرد نے اپنی بہو پرغلطی سے ہاتھ ڈال دیااورغلط فہمی سے اس کو بیوی سمجھ کےاس سے صحبت کرلی تواس میں تمام دنیا کےعلماءکااجماعی فیصلہ ہے کہ اس سے وہ

(۱) دیکھو: سیاست: بابت ۱۰/جولائی

عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے، جیسا کہ ہم نے اوپر اس کے حوالے دیئے ہیں۔ کیا یہاں اس غلطی پر سزا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر اس صورت میں یہ عورت اپنے شوہر پر کیوں حرام ہوگئی؟ جبکہ یہاں کسی ایک طرف سے بھی گناہ نہیں ہوا ہے۔

عورت کے مستقبل کا سوال

اس واقعہ کے پس منظر میں ایک سوال یہ اُٹھایا گیا ہے کہ جب اسلام میں یہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہوگئی تو اب اس کا مستقبل کیا ہوگا؟ اور اسکا گزر بسر کیونکر ہوگا؟

اس کا جواب اسلامی نقطۂ نظر سے یہ ہے کہ اس کو بعد عدت کسی بھی مسلمان سے نکاح کرنے کی اجازت ہوگی، اور اس طرح اپنے مستقبل کو وہ بنا سکے گی، دوسرے تا نکاحِ ثانی اس کی ذمہ داری ان لوگوں پر ہوگی، جن کی کفالت میں وہ پہلے تھی، جیسے باپ یا بھائی وغیرہ۔

اور یہی نہیں بلکہ عام حالات میں بھی شریعت نے عورت کی ذمہ داری خود اسی پر بالکل نہیں رکھی ہے، بلکہ دوسرے رشتہ دار اس کے لئے ذمہ دار بنائے گئے ہیں یا شادی کے بعد اس کا شوہر اس کے نان ونفقہ کا ذمہ دار ہوتا ہے، پھر کسی وجہ سے شوہر نہ ہو، خواہ اس وجہ سے کہ طلاق ہوگئی یا حرمت ثابت ہوگئی یا موت ہوگئی تو اس کی ذمہ داری اس کے رشتہ داروں پر ہوگی جیسا کہ پہلے تھی۔

پھر یہ سوال کرنے والے یہ بھی سوچ لیں کہ کیا روز روز ایسے واقعات ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے ان کو پریشانی ہو رہی ہے؟ کیا اس اکے دکے واقعہ کے سوا آج کسی اور کے مستقبل کا کوئی مسئلہ قابلِ غور ان کے نزدیک نہیں ہے؟ کیا آج اسی ہندوستان میں بے روزگاری کی وجہ سے تباہی آئی ہوئی نہیں ہے؟ اور چوری وڈکیتی کے واقعات میں اس کی وجہ سے اضافہ در اضافہ نہیں ہو رہا ہے؟ اس کی ان لوگوں نے

کیا سبیل بنادی ہے اور اس کا کیا تدارک کیا ہے؟ بیوہ عورتوں کا کیا انتظام کیا گیا ہے اور ان کے فقر و فاقہ اور دوا دارو کا کیا نظام کیا گیا ہے؟ اگر اس ہمہ گیر مصیبت پر غور کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی تو آج پوری ہمدردی و غمخواری کا مظاہرہ اسی ایک بیچاری عمرانہ کے سلسلہ میں کیوں کیا جارہا ہے؟ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

عوام کا اطمینان

اہل حدیث حضرات نے اپنے بیان میں ایک بات یہ بھی کہی ہے کہ دیو بند کا فتوے عوام الناس کو مطمئن نہیں کرسکتا، یہ بات اہل علم حضرات کی جانب سے انتہائی تعجب خیز ہے؛ کیونکہ کسی کو مطمئن کرنا علماء کے ذمہ نہیں ہے، بلکہ بات کو ثابت کرنا کافی ہے، آج بے شمار لوگ ایسے ہیں جن کو اسلام پر اطمئنان نہیں ہے اور وہ اسلام سے غیر مطمئن ہیں، غیروں میں نہیں بلکہ خود اہل اسلام میں ایک بڑا طبقہ ایسا ہے جو اسلام سے غیر مطمئن ہے تو کیا اس کی وجہ سے اسلام غلط اور غیر معقول مذہب سمجھا جائے گا؟

اگر عوام الناس کے اطمئنان کو کسی چیز کے حق و باطل ہونے کا معیار بنایا جائے تو پھر کسی بھی چیز کا حق ہونا ثابت ہی نہ ہوسکے گا۔ بلکہ عوام کیا علماء کیا کسی کا بھی مطمئن ہونا کسی چیز کے حق ہونے کے لئے ضروری نہیں، بلکہ صرف اس کا دلیل سے ثابت ہونا کافی ہے اور یہی علماء کے ذمہ ہے۔اس لئے اگر یہ حضرات دلیل کا مطالبہ فرماتے تو ٹھیک تھا مگر عوام الناس کے اطمئنان کی بات کر کے ان حضرات نے مطالبہ کا ایک غلط رخ اختیار کیا ہے۔

عوام ہمیشہ سہولت پسندی اور سہل انگاری کی جانب مائل ہوتے ہیں، ان کو دلیل اس قدر اپیل نہیں کرتی جس قدر سہولت و سہل پسندی اپیل کرتی ہے، اس کو معیار بنانا حق کا گلا گھونٹنے کے مترادف ہے۔

فقط